Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 135-146
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

قلت و کثرت کا مفہوم، دائرہ کار اور شرعی اثرات

The Concept of "Qillat" (Scarcity) and "Kathrat" (Abundance), its Scope, and its Sharīʻah Implications

1. Hafiz Muhammad Nawaz hafiznawaz330@gmail.com	*PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.*
2. Dr. Shahida Parveen shahida.is@pu.edu.pk	*Professor (Retd.) Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.*

How to Cite: Hafiz Muhammad Nawaz and Dr. Shahida Parveen. 2024: "The Concept of "Qillat" (Scarcity) and "Kathrat" (Abundance), its Scope, and its Sharīʻah Implications". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 135-146.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
10-08-2024	05-09-2024	26-09-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

قلت و کثرت کا مفہوم، دائرہ کار اور شرعی اثرات

The Concept of "Qillat" (Scarcity) and "Kathrat" (Abundance), its Scope, and its Sharīʻah Implications

1. **Hafiz Muhammad Nawaz**
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.
hafiznawaz330@gmail.com

2. **Dr. Shahida Parveen**
Professor (Retd.), Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.
shahida.is@pu.edu.pk

Abstract

The concepts of *Qillat* (scarcity) and *Kathrat* (abundance) hold a significant role in various branches of Islamic sciences, including the *Qur'ān, Hadīth*, and jurisprudence. Numerous *Aḥkām* (injunctions) in Islamic law are influenced by these two principles, particularly in areas such as *Ṭahārat* (purity), *ʻIbādat* (worship), and financial transactions. Despite their prominence, no comprehensive study has yet explored the effects of *Qillat* and *Kathrat* on these injunctions in a systematic manner. This research seeks to fill this gap by analyzing how Islamic jurists have derived rulings using these concepts across different domains. By exploring the nuances of *Qillat* and *Kathrat*, the study will shed light on how they influence various religious obligations and legal principles in Islam. It also aims to provide valuable insights for contemporary scholars, helping them understand the foundational principles of Islamic jurisprudence in a deeper context. Ultimately, this research will contribute to the development of a more nuanced understanding of Islamic law and serve as a guide for future scholars who wish to explore the interplay of scarcity and abundance in the application of Islamic rulings.

Keywords: *Islamic Law, Jurisprudence, Qillat, Kathrat, Terminology.*

تعارف

اسلامی شریعت کے بہت سے احکامات پر قلت اور کثرت اس طرح اثر انداز ہوتی ہیں کہ قلت کی صورت میں جو حکم ہوتا ہے، کثرت سے وہ حکم یکسر بدل جاتا ہے، اسی طرح بعض اوقات کثرت کی صورت میں پائے جانے والے حکم کی نوعیت کو قلت بدل کر رکھ دیتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید جو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کے الفاظ ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچے ہیں۔ تواتر کا دار و مدار رواۃ کی کثرت پر ہے، اس طرح تواتر کا تعلق ہمارے موضوع سے ہے۔ تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچنے والا یہ قرآن مجید ہمارے ہاں یہ حیثیت رکھتا ہے کہ نہ صرف اس کے ایک ایک حرف پر ایمان لانا ہمارے مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے بلکہ اس کی تلاوت بھی ہمارے لیے مقامِ شرف اور باعثِ اجر و ثواب اور اس پر عمل پیرا ہونا مسلمان کا اولین فرض ہے، لیکن ان سب فضائل کے لیے ان الفاظ کا متواتر ہونا ضروری ہے، جنہیں کلام اللہ قرار دیا جا رہا ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں کہ کوئی ایسی آیات لے آئے جو متواتر نہ ہوں اور یہ دعویٰ کرے کہ یہ قرآن مجید کا حصہ ہیں، بلکہ اگر کوئی صرف یہ دعویٰ کرے کہ قرآن مجید کے ان الفاظ کو اس طرح پڑھا جائے گا تو اس کی بات کو ماننے کے لیے بھی اس کی مزعومہ قراءت کا متواتر ہونا ضروری ہے۔ اگر قراءت متواتر نہ ہو تو اسے شاذ قرار دیا جائے گا

اوراس کی بنیادی وجہ صرف راویوں کی قلت ہے۔اسی طرح حدیث میں بھی رواۃ کی قلت اور کثرت ہی کی بناء پر روایت متواتر، آحاد، مشہور، مستفیض اور غریب جیسی اقسام میں تقسیم ہوتی چلی جاتی ہے۔اگر علم فقہ کا جائزہ لیں تو اس کا کوئی باب بھی قلت و کثرت کے اثرات سے خالی نہیں، چاہے وہ باب طہارت کا ہو یا عبادات کا ہو یا معاملات کا ہو، غرض ہر باب میں قلت و کثرت احکام میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔مزید قلت و کثرت خود قواعد فقہیہ میں سے ایک اصول کا درجہ رکھتے ہیں جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

اليسير معفو عنه۔[1] یعنی قلیل سے درگزر کی جاتی ہے۔

للاكثر حكم الكل۔[2] یعنی اکثریت کل کے حکم میں ہوتی ہے۔

زیرِ نظر مقالہ قلت و کثرت کے اسی تصور پر مشتمل ہے جس میں اس کے دائرہ کاراوراحکامِ شرع پر اثرات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قلت اور کثرت کا معنی و مفہوم

احمد بن فارس قزوینی کے مطابق قلت میں قاف اور لام دو لغوی اور صحیح الاصل ہیں، ان میں سے ایک کسی چیز کے بہت کم (تقریباً معدوم) ہونے پر اور دوسرا عدم استقرار پر دلالت کرتا ہے۔[3] ابن منظور افریقی اسے لغۃً کثرت کا متضاد بتاتے ہیں۔[4] ابن فارس قزوینی کثرت کا لغوی معنیٰ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

كثر-يدل على خلاف القلة.من ذلك:الشئ الكثير۔[5]

کثر۔یہ قلت کے برعکس معنی دیتا ہے۔اسی سے "الشئ الكثير "یعنی وافر چیز ماخوذ ہے۔

گویا قلت و کثرت ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ایک میں زیادتی اور دوسرے میں کمی کا عنصر پایا جاتا ہے۔

قلت و کثرت کا اصطلاحی مفہوم

قلت و کثرت میں بہت تنوع پایا جاتا ہے اسی تنوع کی وجہ سے اس کی ایک خاص تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔اگرچہ بعض علماء نے اسے معضلات میں شمار کیا ہے لیکن ہم ان کی نوعیت کے لحاظ سے تین اصطلاحی مفہوم بیان کریں گے:

- اول: کثرت جمع کے معنی میں ہو۔
- دوم: کثرت عموم بلوی کے معنیٰ میں ہو۔
- سوم: کثرت عرف کے اعتبار سے۔

اگر کثرت عدد یا جمع کے معنی میں ہو تو اس وقت جمع اور بڑا عدد "کثرت" کے معنی اور ان کے مقابل یعنی واحد و تثنیہ اور چھوٹا عدد "قلت" کے معنی میں سمجھا جائے گا۔عمومِ بلویٰ کے لحاظ سے اگر اصطلاحی مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی جائے تو فقہاء کے نزدیک کثیر وہ ہے جس سے بچنا ممکن نہ ہو یا بہت ہی مشکل ہو۔اسے فقہاء کی اصطلاح میں عموم بلویٰ کی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

معنى عموم بلوى شمول التكليف لجميع المكلفين اواكثرهم۔[6]

عموم بلوی کا مطلب ہے کہ ایسی شرعی تکلیف یعنی ممنوع کام جس کا تمام مکلفین یا اکثر کو سامنا کرنا پڑے۔

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ عموم بلویٰ کثرت سے پیش آنے والا امر ہوتا ہے اور کثیر لوگوں کو اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عرف کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو جس چیز کو عرف عام میں کثیر سمجھا جاتا ہو وہ کثرت کے معنی میں ہو گا اور جسے عرف میں قلیل سمجھا جائے وہ قلت کے معنی میں ہو گا۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بسا اوقات عرف عام میں ایک قلیل امر کو بھی کثیر سمجھا جاتا ہے مثلاً سو آدمی اپنے سفر پر روانہ ہوں تو ان میں سے دس آدمی سفر پر روانہ نہ ہو سکیں تو اس صورتحال میں کہا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ اس سفر سے رہ گئے حالانکہ حقیقت میں یہ سفر پر روانہ ہونے والوں کے مقابلے میں بہت تھوڑے ہیں لیکن پھر بھی ان قلیل افراد کو کثرت کے ذریعے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ رہنے والے بھی ایک دو نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔ گویا قلیل ہونے کے باوجود اسے کثیر کے ہم معنی تسلیم کیا جاتا ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے سورہ یوسف کی آیت "وما اکثرالناس ولو حرصت بمؤمنین"[7] کے ضمن میں اکثر کا یہی معنی لکھا ہے کہ اکثر کا مطلب حقیقی اکثر نہیں بلکہ عرفی اکثر ہے۔ اس معنی کی تائید قرآن مجید میں سورۃ الحج کی آیت نمبر 18 سے بھی ہوتی ہے جس میں سجدہ گزاروں کو بھی کثیر فرمایا گیا اور جن پر عذاب لازم ہوا یعنی کفار پر بھی کثیر ہی کا اطلاق فرمایا گیا حالانکہ دونوں میں سے ایک قلیل ضرور ہے جیسا کہ دیگر قرآنی آیات میں بیان ہوا کہ کفار اکثر اور کثیر ہیں۔ لیکن اس جگہ مسلمانوں کو بھی عرفی طور پر کثیر فرمایا گیا ہے۔[8]

قلت و کثرت کی اقسام

مندرجہ بالا تعریفات کی روشنی میں ہم قلت و کثرت کو دو اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

- **حقیقی قلت و کثرت:** وہ قلت جو واقعتاً قلیل ہو اور کثرت وہ جو واقعتاً کثیر ہو۔ مثلاً غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد مشہور روایات کے مطابق تین سو تیرہ تھی اور کفار مکہ کی تعداد نو سو پچاس یا ایک ہزار تھی۔ اس مثال میں مسلمان قلیل جبکہ کفار کثیر تعداد میں تھے۔
- **عرفی قلت و کثرت:** وہ قلت جسے عرف میں قلیل سمجھا جائے اور کثیر وہ جسے عرفِ عام میں کثیر سمجھا جائے اگرچہ وہ حقیقت میں قلیل ہی ہو جیسا کہ مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہوا۔

قرآن و سنت میں قلت و کثرت کے الفاظ کا استعمال

یہ الفاظ قرآن و احادیث میں بہت کثرت سے وارد ہوئے ہیں جن میں سے چند مقامات درج ذیل ہیں:

- قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُواللّٰهِ كَم مِّن فِئَةٍقَلِيلَةٍغَلَبَتْ فِئَةًكَثِيرَةًبِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِين۔[9]

جو یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ (شہید ہو کر یا مرنے کے بعد) اللہ سے ملاقات کا شرف پانے والے ہیں، کہنے لگے: کئی مرتبہ اللہ کے حکم سے چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے، اور اللہ صبر کرنے والوں کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے۔

- لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا۔[10]

مردوں کے لئے اس (مال) میں سے (وراثت کا) حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے، مال وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ۔ (اللہ نے یہ) مقرر حصہ (بنایا ہے۔)

- اسی طرح نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "يسلم الصغير على الكبيروالمار على القاعدوالقليل على الكثير" یعنی چھوٹا بڑے کو سلام کرے گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم افراد زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔[11]

کثرت کے مترادفات

عربی ادب میں بہت سے الفاظ کثرت کے ہم معنی استعمال ہوتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- **الطویل**: یہ کثیر کا ہم معنی ہے۔ لسان العرب میں ہے "طال الشیئ" کا معنی کسی چیز کا لمبا ہونا ہے۔ یہ لفظ مسافت یا وقت کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔[12]
- **الفاحش**: یہ کثیر کا ہم معنی ہے۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں "وقد يكون الفحش بمعنى الزيادة والكثرة۔[13] یعنی فحش کبھی زیادہ اور کثرت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔
- **الغَلَبَة**: ابن فارس اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "يدل على قوة وقهروشدة"[14] یعنی یہ کسی چیز کی قوت غلبہ اور شدت پر دلالت کرتا ہے۔
- الاستفاضةوشہرة: استفاضہ "فاض يفيض" سے استفعال کا مصدر ہے۔ ابن فارس کے مطابق یہ کسی چیز کے بہ آسانی جاری ہونے پر دلالت کرتا ہے۔[15] "فاض الماء والدمع" کا معنی ہو گا پانی اور آنسو زیادہ ہو گئے حتی کہ بہنے لگے۔[16] استفاضہ کا مادہ فیض ہے جو کہ کثرت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو مستفیض کہتے ہیں جو کثرت سے بیان ہونے کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو جائے اگرچہ صدر اول میں اس کے راوی کم ہی کیوں نہ ہوں۔
- تکرار: تکرار مصدر ہے اسکا معنی ہوتا ہے کسی چیز کا بار بار وقوع پذیر ہونا۔[17] اسی کا ہم معنی ایک لفظ اعادہ بھی ہے لیکن ان کے مابین فرق یہ ہے کہ کسی چیز کا صرف دوسری بار وقوع پذیر ہونا اعادہ کہلاتا ہے جبکہ تکرار میں دو اور دو سے زائد بار واقع ہونے کا معنی پایا جاتا ہے۔ لہذا جب کوئی بھی چیز یا کام تکرار سے واقع ہو رہا ہو تو یہ تکرار کثرت کو مستلزم ہے۔ اسی وجہ سے اسے کثرت کے مترادف شمار کیا جاتا ہے۔ ابو ہلال عسکری تکرار اور اعادہ میں فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إن التكراريقع على إعادةالشيءمرة،وعلى إعادته مرات والإعادةللمرةالواحدة،ألاترى أن قول القائل:أعادفلان كذا،لايفيدإلا إعادته مرةواحدة،وإذاقال:كررهذا،كان كلامه مبهماً،لم يدر أعاده مرتين أو مرات۔[18]

بے شک تکرار کسی چیز کے ایک بار اور کئی بار دہرانے پر بولا جاتا ہے اور اعادہ کا اطلاق کسی کام کو دوسری بار کرنے پر ہوتا ہے۔ کیا آپ نے غور کیا ہے کہ کہنے والے کا کہنا کہ فلاں آدمی نے یہ کام دہرایا ہے تو یہ جملہ صرف اسی وقت مفید ہوتا ہے جن صرف اس نے ایک بار کام دہرایا ہو اور جب کہنے والے نے یوں کہا کہ فلاں نے یہ کام مکرّر کیا ہے تو اس صورت میں یہ کلام مبہم ہو گا نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس نے یہ کام دو بار دہرایا ہے یا کئی بار دہرایا ہے۔

ان الفاظ کے علاوہ کچھ غیر صریح الفاظ بھی ہیں جو کثرت کا معنی دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

- **کم خبریہ**: کم کی دو قسمیں ہیں، اول: استفہامیہ، دوم: خبریہ۔ ان میں سے ثانی الذکر کثرت کا معنی دیتا ہے۔ چنانچہ اسرار العربیہ میں ہے "كم تفيد الكثرة"[19] یعنی کم، کثرت کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی طرح شرح ابن عقیل میں بھی کم خبریہ کو کثرت کے معنی میں لیتے ہوئے متعدد مثالیں پیش کی گئی ہیں۔[20] تفسیر ابی سعود میں "وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا"[21] کی تفسیر میں لکھا ہے:

> فكم في الآيةخبريةمفيدة للتكثير والمعنى وكثيرمن الملائكة لا تغني شفاعتهم عند الله شيئا۔[22]
>
> اس آیت میں "کم" خبریہ ہے جو کثرت کے معنی دے رہا ہے اور مطلب یہ ہے کہ بہت سے فرشتے ایسے ہیں جن کی سفارش اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آئے گی۔

- **کاین**: یہ بھی کم خبریہ کی طرح تکثیر کا معنی دیتا ہے۔[23] تفسیر ابی سعود میں سورۃ آل عمران کی آیت "وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ

مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ"[24] کا مطلب بیان کیا ہے کہ بہت سے انبیاء علیہم السلام ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے ربیوں نے قتال کیا۔[25]

- **کل:** یہ اصل میں استغراق اور عموم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[26] اس کے علاوہ یہ کثرت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ"[27] اس بات پر اتفاق ہے کہ ملکہ بلقیس کو ہر چیز (زمین و آسمان) کی بادشاہت نہیں دی گئی تھی، تو معلوم ہوا کہ آیت میں لفظ "کل" کثرت کے معنی دے رہا ہے یعنی اُسے کثیر چیزوں پر حکومت دی گئی تھی۔
- **اعداد کا استعمال:** کسی چیز کی کثرت کو بیان کرنے کے لیے قرآن و سنت میں سات، ستر یا سات سو جیسے اعداد بھی بیان ہوئے ہیں۔ کلامِ عرب میں کثرت کے معنی میں ان کا استعمال عام ہے۔[28] جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے "وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ"[29] آیت میں کثرت کا معنی مراد ہے۔ امام رازی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سات کا عدد اس لیے استعمال نہیں کیا گیا کہ سمندروں کی تعداد اس پر منحصر ہے بلکہ اس سے اشارہ کثرت کی طرف ہے اگرچہ ہزار سمندر بھی ہوں پھر بھی کلماتِ الٰہی کا احاطہ ممکن نہیں۔ سات کو خصوصاً یہاں ذکر کیا گیا کیونکہ یہ اعداد میں خصوصیت رکھتا ہے یہ عدد کثیر ہے جو عادتاً حصرِ معدودات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[30] اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: الكافر ياكل في سبعة امعاء والمؤمن ياكل في معی واحد"[31] کہ کافر سات آنتوں میں اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ حدیث کا مقصد کافر کی بسیار خوری بیان کرنا ہے نہ کہ مسلم و کافر کی آنتوں کی تعداد۔ اسی طرح فرمان باری تعالیٰ: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ[32] میں سبعین کثرت سے کنایہ ہے۔
- **مبالغہ کے صیغے:** یہ گیارہ صیغے ہیں جو کہ اپنے مصدری معنی کی کثرت پر دلالت کرتے ہیں۔ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں مبالغہ کے صیغے چونکہ مبالغہ پر دلالت کرتے ہیں لہٰذا یہ صرف اسی جگہ استعمال ہوں گے جہاں کثرت کا معنی ممکن ہو چنانچہ یہ نہیں کہا جاسکتا "موات زیدا" اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے "قتال زیدا" ہاں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے "قتال الناس"۔[33] پہلی دو مثالوں میں اسم مبالغہ کا اثر زید پر ہو رہا تھا اور زید فرد واحد ہے لہٰذا یہ کہنا کہ زید کو بہت زیادہ موت دینے والا یا زید کو بہت زیادہ قتل کرنے والا یہاں یہ معنی درست نہیں جبکہ "قتال الناس" کسی آدمی کے بارے میں کہا جائے بہت زیادہ لوگوں کو قتل کرنے والا تو یہ درست ہوگا کیونکہ الناس فرد واحد کی بجائے کثیر افراد پر بولا جاتا ہے لہٰذا یہ اسم مبالغہ کے ساتھ استعمال ہو سکتا ہے۔

قلت کے مترادفات

لفظِ قلت کے کلامِ عرب میں مختلف مترادف الفاظ موجود ہیں جن میں سے چند اہم مترادفات مع امثلہ درج ذیل ہیں:

- **الخفیف:** خفیف قلیل کا مترادف ہے۔ المعجم الوسیط میں ہے: وخف المطرونحوه نقص وخف القوم خفوفاقلوا والخف: الجماعة القليلة"[34] "خف المطر" کا معنی کم بارش، خف القوم کا کم لوگ اور "الخف" بکسر خاء چھوٹی جماعت۔

- **الیسیر:** لفظ یسیر بھی قلیل کا ہم معنی ہے۔ لسان العرب میں ہے: ومن معانی الیسیر: القلیل"[35] یعنی یسیر کے معانی میں سے ایک معنی قلیل بھی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَلَوْدُخِلَتْ عَلَيْهِم مِنْ أَقْطَارِهَاثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَاوَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا۔[36] یہاں یسیر قلت کے ہی معنی میں استعمال ہوا ہے۔
- **الشذوذ:** یہ شذ یشذ سے مصدر ہے اور اس کا معنی ہے جمہور سے الگ ہونا۔ عربی میں جب کوئی آدمی اپنے اصحاب سے الگ ہو جائے تو اسوقت شَذَّ الرجُلُ کہتے ہیں۔[37] بہر حال شذوذ میں قلت کا معنی پایا جاتا ہے۔ مثلاً حدیث شاذ بھی بنیادی طور پر کثیر الطرق روایت کے مقابلے میں قلیل الطرق ہوتی ہے۔
- **الندرۃ:** ندرۃ کا اسم فاعل نادر آتا ہے اور نادر اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جس کا وجود بہت تھوڑا بلکہ نادر قلیل سے بھی کم ترین کو کہتے ہیں۔[38]
- **حرفِ لو:** یہ حرف بھی کبھی کبھی قلت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[39] چنانچہ حدیث میں ہے: اتقوا النار ولو بشق تمرۃ۔[40] یعنی آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے سے ہی۔ یعنی صدقہ کے ذریعے جہنم سے بچو چاہے وہ صدقہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس حدیث شریف میں "لو" قلت کے معنی میں استعمال ہے۔ اسی طرح فرمان نبوی ﷺ ہے: ردوا السائل ولو بظلف[41]۔ مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ دے کے بھیجو چاہے جانور کا کُھر ہی سہی۔ یہاں بھی "لو" قلت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔
- **لمح البصر:** یہ بھی قلتِ وقت سے کنایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلاَّ كَلَمْحِ الْبَصَرِأَوْهُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔[42] یعنی کہ قیامت آن واحد میں ہی برپا ہو جائے گی جیسے کہ آنکھ جھپکنے کا عمل قلیل وقت لیتا ہے۔

قلت وکثرت کے مشترک مترادفات

بعض حروف ایسے بھی ہیں جو کبھی قلت کا معنی بیان کرتے ہیں تو کبھی کثرت کے معنی میں استعمال ہو جاتے ہیں۔ ان میں ایک حرف قد اور دوسرا حرفِ جار رُب ہے۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

قد اگر مضارع پر داخل ہو تو قلت کا معنی دیتا ہے جیسے اہل عرب کا قول: ان الکذوب قد یصدق۔[43] یعنی جھوٹا بھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔ اس جگہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قد مضارع پر آنے کے بعد تقلیل کا معنی دیتا ہے لیکن اس قلت کی دو قسمیں ہیں:

- فعل کے وقوع کی قلت یعنی فاعل سے وہ فعل بہت قلیل صادر ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر مثال گزری کہ جھوٹے سے سچ کا صدور بہت ہی کم ہوتا ہے۔ سچ بولنا ایک فعل ہے۔
- فعل کے متعلق کی قلت یعنی قد کی وجہ سے فعل کے متعلق میں قلت پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلا سورہ النور کی آخری آیت: أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ۔[44] میں ماانتم علیہ فعل یعلم کا متعلق ہے مطلب یہ کہ تمہارے احوال تو اللہ تعالیٰ کی معلومات کا بہت کم حصہ ہیں۔[45]

اسی طرح حرف قد کبھی کثرت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ معنی پہلے کی نسبت کم پایا جاتا ہے۔[46] چنانچہ زمخشری سورۃ البقرۃ کی آیت: قدنَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ"[47] کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے بہت زیادہ دیکھنا۔[48]

یعنی قد کی وجہ سے کثرت کا معنیٰ پایا گیا لیکن درست بات یہ ہے کہ یہاں بھی کثرت فعل کے متعلق میں ہے نہ کہ فعل میں۔ اگر یہاں نفس فعل میں کثرت مانی جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے فعل رویئت میں کثرت لازم آئے گی حالانکہ یہ رویت قدیم ہے اور اہل سنت کے نزدیک فعل قدیم کی کثرت باطل ہے۔[49]

حرفِ جار رُب بھی قلت و کثرت دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ اس کا حقیقی معنی قلت ہے یا کثرت لیکن بہر حال دونوں معنوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اکثر کی رائے میں یہ ہمیشہ قلت کے معنی دیتا ہے۔ امام خلیل بن احمد اور اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ ہمیشہ کثرت کا معنی دیتا ہے۔[50]

قلت کی مثال شاعر کا قول: الا رب مولود ولیس له اب وذی ولد لم یلده ابوان۔[51] یعنی یاد رکھ کوئی بچہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس کا باپ ہی نہ ہو اور کوئی صاحب اولاد ایسا ہوتا ہے کہ جس کو ماں باپ نے جنم بھی نہ دیا ہو۔

کثرت کی مثال ارشاد باری تعالیٰ ہے: رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَوْ كَانُواْ مُسْلِمِينَ۔[52]۔ یہاں بالاتفاق کثرت کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی بہت کثیر تعداد کافروں کی ایسی ہوگی جو تمنا کرے گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

قلت و کثرت کا حکم پر اثر

تاثیر کے لحاظ سے بھی قلت و کثرت کی دو دو اقسام متصور ہیں:

- اول: قلت و کثرت مؤثر
- دوم: قلت و کثرت غیر مؤثر

مؤثر قلت و کثرت

مؤثر کثرت وہ ہوتی ہے جس کا اثر حکم پر مرتب ہونے سے حکم میں تبدیلی واقع ہو مثلاً نماز میں عمل کثیر کا ارتکاب کرنا، اس کا اثر یہ ہوگا کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔[53] کبھی کسی کام کی کثرت ہی اس کے جواز کا سبب بنتی ہے۔ مثلاً بلی کے گھروں میں کثرت سے آنے کی بنا پر اس کے جھوٹے کو حرام قرار نہیں دیا گیا۔[54] مؤثر قلت عام طور پر معاف اور معدوم کے حکم میں ہوتی ہے یعنی اس سے حکم کی اباحت متاثر نہیں ہوتی۔ مثلاً نماز میں عمل قلیل سے کپڑے درست کرنا۔[55] یہاں خارجی عمل کے باوجود نماز کا درست قرار دیا جانا عمل کی قلت کا اثر ہی ہے۔

غیر مؤثر قلت و کثرت

ایسی قلت و کثرت جس کا حکم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یعنی حکم اپنی اصلی اور ذاتی صفت سے ہی متصف رہتا ہے۔ مثلاً خمر یعنی شراب کا کم مقدار میں استعمال یا زیادہ دونوں ممنوع و حرام ہیں۔ مشہور حدیث ہے کہ: مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ[56] جس چیز کا کثیر استعمال نشہ آور ہو، اس کا قلیل استعمال بھی حرام ہے۔ یہاں خمر کی قلت و کثرت اسکی حرمت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں کر رہی۔ اسی طرح بعض اوقات کسی عمل میں خارجی امر کی کثرت معاف نہیں ہوتی۔ مثلاً نمازی کے ستر کا زیادہ تر حصہ کھل جانا یا کھلا رکھنا معاف نہیں بشرطیکہ کہ کوئی اور مانع نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ شریعت میں کبھی قلت کا اثر قبول کرتے ہوئے معافی دے کر حکم کو مباح ہی قرار دیا جاتا ہے اور کبھی قلت کا اعتبار نہیں ہوتا جیسے شراب (خمر) کا مسئلہ ہے۔ اسی طرح کثرت بھی کبھی معاف اور کبھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ امام جصاصؒ لکھتے ہیں:

حظر القليل يدل على حظر الكثير من جنسه،واباحة الكثير تدل على اباحة القليل۔[57]

کسی چیز کی قلیل مقدار کا ممنوع ہونا اس کی کثیر مقدار کے ممنوع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور کسی چیز کی کثیر مقدار کا مباح ہونا اس کی قلیل مقدار کی اباحت پر دلالت کرتا ہے۔

قلت و کثرت کی صورتیں

قلت و کثرت کی مختلف ممکنہ صورتیں درج ذیل ہے:

- قلت و کثرت کبھی "کمیت" میں ہوتی ہے جیسے ماء(پانی) قلیل اور کثیر کا مسئلہ ہے۔یعنی پانی کی ذات کم یا زیادہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو اس کی پاکی اور ناپاکی کا حکم مختلف ہوتا ہے اس طرح کہ پانی قلیل ہو تو ناپاک کثیر ہو تو پاک ہو گا۔ چناچہ امام قدوریؒ فرماتے ہیں:

وكل ماء دائم اذا وقعت فيه نجاسة لم يجز الوضوء به قليلا كان أو كثيرا۔[58]

ہر کھڑا پانی جس میں نجاست گر جائے آئے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں چاہے پانی تھوڑا ہو یا زیادہ۔

آگے مزید لکھتے ہیں:

الماء الجاري اذا وقعت فيه نجاسه جاز الوضوء منه اذا لم يرلها اثر۔[59]

جاری پانی اگر اس میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو جائز ہے جب تک نجاست کا اثر دکھائی نہ دے۔

- قلت و کثرت کبھی عدد میں ہوتی ہے جیسے محرم شخص جو اپنے ہاتھ یا پاؤں کے ایک انگلی یا زیادہ انگلیوں کے ناخن کاٹ لیتا ہے اول صورت میں عمل قلیل اور دوسری میں عمل کثیر ہے۔لہٰذا ان دونوں صورتوں کے احکام بھی مختلف ہوں گے۔[60]
- بعض اوقات قلت و کثرت زمان کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسے محرم شخص تھوڑی دیر کے لیے سلا لباس پہنتا ہے یا زیادہ عرصہ کے لئے مثلا محرم نے سلا ہوا لباس سارا دن پہنے رکھا تو اس صورت میں دم واجب ہو گا۔لیکن اگر ایک دن سے کم وقت تک لباس پہنا تو اس صورت میں صرف صدقہ واجب ہو گا۔[61]
- بعض اوقات قلت و کثرت تکرارِ فعل یا عدم تکرارِ فعل میں ہوتی ہے۔مثلاً ایک شخص نماز میں سہو سے کئی واجبات چھوڑ دیتا ہے یا ایک ہی واجب مختلف رکعات میں سہواً ترک کر دیتا ہے تو دونوں صورتوں میں سہو کے سجدے لازم ہو جاتے ہیں۔[62] گویا یہاں قلت و کثرت کا حکم یکساں ہے۔
- کبھی قلت و کثرت مسافت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔مثلاً قصر نماز کے جواز کے لیے ضروری ہے کہ سفر کی مسافت 48 میل یا اس سے زائد ہو اگر اس سے کم مسافت ہو گی تو نماز کی قصر جائز نہ ہو گی۔[63]
- بسا اوقات قلت و کثرت مساحت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔مثلا نمازی آدمی کا ستر قلیل مقدار میں ظاہر ہو یا زیادہ مقدار میں ظاہر ہو تو قلیل معاف اور کثیر معاف نہیں ہوتا۔[64]

نتیجہ بحث

علومِ اسلامیہ میں قلت و کثرت اور ان کے اثرات کا پایا جانا ایک بدیہی امر ہے۔گویا قلت و کثرت ہمہ گیر نوعیت کی اصطلاحات میں شامل ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قلت اور کثرت کا اعتبار کرتے ہوئے احکام میں آسانی پیدا فرمائی ہے۔چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔[65]

تین اوقات تمہارے لیے پردے کی ہیں ان اوقات کے بعد نہ تم پر نہ تمہاری غلاموں پر کوئی گناہ ہے کیونکہ تم کثرت سے ایک دوسرے پر آنے جانے والے ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر پردے کے تین اوقات بیان فرمائے ہیں، نماز فجر سے پہلے، ظہر کے وقت اور عشاء کے بعد۔ ان تین اوقات میں غلاموں کے بارے میں یہ ہدایات ہیں کہ وہ اجازت لے کر آئیں۔ ان اوقات کے علاوہ اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا کثرت سے گھروں میں آنا جانا رہتا ہے اور اسی کثرت کی وجہ سے حکم میں نرمی پیدا کر دی گئی ہے، ورنہ ہر بار اجازت سے دقت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ اسی طرح حدیث مبارکہ میں بھی نبی کریم ﷺ نے قلت وکثرت کو مدِ نظر رکھ کر شرعی احکام میں نرمی پیدا فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں علم فقہ اور اصول فقہ کے اندر کوئی ایک باب بھی ایسا نہیں جو قلت و کثرت کے اثرات سے خالی ہو۔ اس کی مثالیں اوپر مضمون میں گزر چکی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلت وکثرت انتہائی اہمیت کی حامل اصطلاحات میں شامل ہیں۔ نیز ہم ان دونوں اصطلاحات کو تمام تر شرعی علوم کا لازمی اور مؤثر جزو قرار دے سکتے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، **البحر الرائق شرح كنز الدقائق**، (بیروت: دار المعرفۃ، سن ندارد)، 8/215۔

2 ایضاً، 1/171۔

3 القزوینی، ابو الحسین احمد بن فارس، **مقاییس اللغة**، (مصر: مصطفیٰ البابی الحلبی، 1969ء)، مادہ ق ل ل۔

4 ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، (بیروت: دار صادر، سن ندارد)، مادہ ق ل ل۔

5 ابن فارس، **مقاییس اللغة**، مادہ ک ث ر،

6 الصنعانی، محمد بن اسماعیل، **اجابة السائل شرح بغية الآمل**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1986ء)، ص109۔

7 سورۃ یوسف 12:103۔

8 عثمان احمد، **ریاض مناظر**، (لاہور: شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، 2013ء)، ص98-99۔

9 سورۃ البقرۃ 2:249 ۔

10 سورۃ النساء 4:07۔

11 الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن ایوب، **المعجم الاوسط**، (قاہرۃ: دار الحرمین، 1995ء)، 5/122۔

12 ابن منظور، **لسان العرب**، مادہ ط و ل۔

13 ایضاً، مادہ ف ح ش۔

14 ابن فارس، **مقاییس اللغة**، مادہ غ ل ب۔

15 ایضاً، مادہ ف ی ض۔

16 ابن منظور، **لسان العرب**، مادہ ف ی ض۔

17 الازہری، ابو منصور محمد بن احمد، **تہذیب اللغة**، (قاہرہ: الدار المصریۃ للتالیف والترجمہ، 1969ء)، مادہ: ک ر ر۔

18 العسکری، ابو ہلال حسن بن سہل، **الفروق اللغوية**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2014ء)، ص27۔

19 الانباری، ابو البرکات عبد الرحمن بن محمد، **اسرار العربية**، (بیروت: دار الجیل، 1995ء)، ص196۔

20 الہمدانی، بہاؤالدین عبد اللہ بن عقیل، **شرح ابن عقیل**، (قاہرہ: المکتبہ التجاریہ الکبریٰ، 1965ء)، 2/422۔

21 سورۃ النجم 53:26۔

22 ابو سعود، محمد بن مصطفیٰ، **ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1991ء)، 8/160۔

23 الزمخشری، ابو القاسم محمود بن عمر، **المفصل فی صنعة الاعراب**، (بیروت: مکتبہ الھلال، 1993ء)، ص228۔

24 سورۃ آل عمران 3:164۔

25 ابو سعود، **تفسیر ابی سعود**، 2/95۔

26 جمال الدین، محمد عبد اللہ بن یوسف بن ہشام، **مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب**، (بیروت: دار الفکر، 1979ء)، ص255۔

27 سورۃ النمل 27:23۔

28 ابن منظور، **لسان العرب**، مادہ س ب ع۔

29 سورۃ لقمان 31:27۔

30 الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، **التفسير الكبير**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء)، 25/138۔

31 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحيح**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب الاطعمة، باب المومن یاکل فی معی واحد، رقم الحدیث: 7805۔

32 سورۃ التوبۃ 9:80۔

33 جلال الدین السیوطی، عبد الرحمن بن ابو بکر، **همع الهوامع فی شرح جمع الجوامع**، (مصر: مکتبہ توفیقیۃ، سن ندارد)، 3/75۔

34 ابراہیم مصطفیٰ، احمد الزیات، **المعجم الوسيط**، (بیروت: دار الدعوۃ، 2014ء)، 1/247۔

35 ابن منظور، **لسان العرب**، مادہ ی س ر۔

36 سورۃ الاحزاب 33:14۔

37 ابن منظور، **لسان العرب**، مادہ: ش ذ ذ۔

38 الکفوی، ایوب بن موسیٰ ابو البقاء، **الكليات**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1998ء)، ص529۔

39 المرادی، حسن بن قاسم، **الجنى الدانى فى حروف المعانى**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1992ء)، ص290۔

40 البخاری، **الجامع الصحيح**، کتاب الزکوۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقه، رقم الحدیث: 1351۔

41 النسائی، احمد بن شعیب، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب الزکوۃ، باب رد السائل ولو بشی، رقم الحدیث: 2346۔

42 سورۃ النحل 16:77۔

43 المیدانی، ابو الفضل محمد بن احمد، **مجمع الامثال**، (بیروت: دار المعرفۃ، سن ندارد)، 1/17۔

44 سورۃ النور 24:64۔

45 المرادی، **الجنى الدانى فى حروف المعانى**، ص257۔

46 ایضاً، ص258۔

47 سورۃ البقرۃ 2:144۔

48 الزمخشری، محمود بن عمر، **الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الاقاويل فى وجوه التاويل**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1998ء)، 1/227۔

49 الازہری، زین خالد بن عبد اللہ، **موصل الطلاب الی قواعد الاعراب**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1996ء)، ص142۔

50 المرادی، **الجنی الدانی فی حروف المعانی**، ص439-440۔

51 عبد القادر بن عمر، **خزانہ الادب ولب لباب لسان العرب**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998ء)، 2/337۔

52 سورۃ الحجر 15:3۔

53 ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، **رد المحتار علی الدرر المختار**، (دیوبند: مکتبہ زکریا، 1997ء)، 2/406۔

54 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، (ریاض: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، 2015ء)، کتاب الطہارۃ، باب الماء لایجنب، رقم الحدیث: 68۔

55 ابن عابدین، **رد المحتار**، 2/406۔

56 الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2014ء)، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء اسکر کثیرہ، رقم الحدیث: 1866۔

57 الجصاص، ابو بکر احمد بن علی، **احکام القرآن**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1992ء)، 1/383۔

58 القدوری، ابو حسین احمد بن محمد، **المختصر للقدوری**، (لاہور: المصباح پبلشرز، سن ندارد)، ص18۔

59 ایضاً، ص19۔

60 الکاسانی، علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)، 2/194۔

61 سمرقندی، علاؤ الدین محمد بن احمد، **تحفۃ الفقہاء**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء)، 1/419۔

62 ابن عابدین، **رد المحتار**، 2/80۔

63 ایضاً، 2/132۔

64 ایضاً، 1/408۔

65 سورۃ النور 24:58۔